

جناب سیدہ فاطمہ الزہراء . تیسری قسط

<?xml encoding="UTF-8">

ہم گزشتہ ہفتے حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا ذکر کرتے ہوئے ان کی کنیت ام محمد (ص) پر بات کر رہے تھے۔ اب آگے بڑھتے ہیں ابن کثیر (رح) نے کئی حوالوں کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ ان کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ انہوں نے صرف اپنی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ (رض) کا دودھ پیا اور ان کو دوسرے بچوں کی طرح دایہ کے سپرد نہیں کیا گیا اور وہ کسی کی دودھ شریک بہن نہیں بنیں۔ اس کی وجہ کچھ مورخین نے یہ لکھی ہے کہ اب حضرت خدیجہ الکبریٰ ایک مالدار خاتون نہیں رہیں، تھیں کیونکہ وہ اپنی تمام دولت راہ اسلام میں خرچ کر چکی تھیں۔ بہر حال وجہ کچھ بھی رہی ہو مگر یہ فخر انہیں حاصل ہے کہ اس میں بھی ان کا ہم سر نہ تھا۔ دوسرے وہ پہلی بچی تھیں جو دورانِ نماز حضور (ص) کے شانہ مبارک یا پشت مبارک پر سوار ہو جاتیں اور حضور (ص) ان کو ایک ہاتھ سے یا تو اتار دیتے یا اگر سجدے میں ہو تے تو اس وقت تک توقف فرماتے جب تک کہ وہ واپس فرش پر نہیں آجاتیں، ان کے بعد یہ ہی فخر جناب حسنین (رض) کو حاصل ہوا، لہذا ان کی اس فضیلت میں بھی ان کے اور ان کے بچوں کے سوا کوئی اور شریک نہیں ہے۔

تر بیت۔ چونکہ وہ شروع سے ہی اپنی والدہ کے زیرِ تربیت رہیں۔ لہذا انہیں تربیت کے لیے گھر انہیں ایسا ملا جس میں ہر وقت قرآن کا چرچا تھا جس گھر میں کسی لمحہ بھی حضرت جبرئیل (ع) کی آمد و رفت متوقع رہتی تھی۔ سایہ پدری ایسا ملا جو کہ رحمت اللعالمین (ص) تھے جن کو اس عالم میں ہی نہیں بلکہ اس عالم میں بھی فضیلت حاصل ہے۔ گوداس ماں کی ملی جو (رض) کہ دنیا کی چند منتخب خواتین میں ایک تھیں۔ ہر وقت ان کی کوشش ہوتی کہ اس ننھے سے ذہن میں وہ تمام علم و حکمت ڈالیں جو انہیں حضور (ص) کی طویل ترین رفاقت میں رہتے ہوئے حاصل ہوئی۔ وہ ان کو ان قرآنی آیتوں کی تفسیر جو حضور (ص) سے معلوم ہوتی، بجائے لوری، قصے کہانیوں کے سنا یا کرتیں اور اگر کبھی بھولے سے کوئی قصہ سناتیں بھی تو وہ بھی قرآنی ہوتا۔ لہذا جن کے والد محترم بے مثال ہوں، اور والدہ محترمہ بھی بے مثال ہوں، توجو بچی اس ماحول میں پرورش پائے گی اس کو بھی بے مثال ہونا چاہیئے تھا جو وہ تھیں۔ لہذا اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ وہ بے مثال کیوں بن گئیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ بعض زمینوں کو بعض مقامات کو اور بعض پہاڑوں کو چن لیتا ہے۔ جیسے کہ وادی طور۔ مکہ معظمہ اور جبلِ رحمت وغیرہ، اسی طرح بعض نسلوں کو بھی چن لیتا ہے اور ان میں وہ خصوصیات ودیعت فرما دیتا ہے جو عام لوگوں میں نہیں ہوتیں۔ جیسے کہ پہلے تمام انبیاء کرام (ع) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوئے۔ چونکہ مشیت الہی کارفرما تھا یہاں بھی وہی معاملہ تھا کہ نبوت کو ختم ہونا تھا اور اللہ کو اس کا بدلہ پیدا کرنا تھا، جسے آگے چل کر تبلیغ کا فریضہ انجام دینا تھا۔ اس کے اہل بیت منتخب ہوئے یعنی ولایت بوجہ اللہ کو ان کے کاندھوں پر ڈالنا تھا، لہذا اہل بیت کو منجانب اللہ سبحانہ تعالیٰ وہ فضیلت ملی کہ حضرت فاطمہ الزہراء بے مثال بن گئیں۔ پھر ان کو شوہر بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسا صاحبِ ولایت اور بے مثال ملا۔ آگے چل کر ان دونوں کی تربیت نے دنیا کو حضرت حسن جیسے مدبر اور حضرت حسین جیسے بہادر اور سر فروش، حضرت زینب جیسی مقرر اور شیرنی صفت بیٹی عطا فرمائی (سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) عطا فرمائے، جو نہ یزید کی فوج سے متاثر ہوئے اور نہ اس کے دربار سے۔

یہ در اصل حضرت خدیجہ الکبریٰ کی تر بیت کا لازمی نتیجہ تھا کہ جو جوہر پہلے ان میں تھا ، پھر انہوں نے اپنی اولاد کو منتقل فرمادیا۔

ان کی فطرت کا اندازہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کو ان کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ ابھی وہ چھ سال کی بچی تھیں اور قبیلے میں کوئی شادی تھی حضرت خدیجہ الکبریٰ نے سوچا کہ بچہ ہیں کہیں دوسروں کو زرق برق لباس میں دیکھ کر احساس کمتری کا شکار نہ ہو جائیں یا ضد نہ کریں۔ انہوں نے ایک دور اندیش ماں کی طرح رواج کے مطابق چند چاندی کے گہنے اور اچھے کپڑے تیار کروا رکھے، مگر جب وہ دن آیا اور ان کو پہنا نا چاہا تو انہوں نے یہ فرما کر انکار کر دیا کہ مجھے سادے کپڑے جو آپ اور والد محترم پہنتے ہیں وہی اچھے لگتے ہیں۔ اس کے آگے مورخین نے تو کچھ نہیں لکھا، مگر مجھے یقین ہے کہ وہ بھی خیرات کر دیئے ہونگے اور کسی ضرورتمند کے کام آئے ہونگے اس لئے کہ ان کا وطیرہ ہی بھوکوں کو کھانا کھلانا ، اور حاجت مندوں کی حاجت پوری کرنا تھا۔

اس کے بعد ایک اور واقعہ نے اس پر مزید مہر تصدیق ثبت کر دی کہ فراست میں بھی، ماں سے بیٹی کم نہیں ہے کہ جس کو تمام رو ساء کے پیام آئے مگر ماں نے رد کر کے ایک در یتیم کو چنا ، جس کے پاس رہنے کے لئے گھر، اور پاس میں پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔

آگے چل کر بعد میں بیٹی نے بھی جن کے بڑے بڑے لوگ اب پیغمبر (ص) کی بیٹی ہو نے کی وجہ سے خواہشمند تھے انہوں نے بھی والد محترم کی خواہش پر جن کی ہر خواہش دراصل اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خواہش ہوتی تھی ، انکے استفسار کر نے پر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے حق میں رائے دیکران کو چنا جو کہ تمام خصائل میں ویسے ہی تھے۔

بچپن میں ہی ان کی فراست کا ثبوت ایک دوسرے واقعہ سے بھی انہیں جلد ہی مل گیا کہ ایک دن وہ حسب دستور اللہ اور رسول (ص) کے قصے سنا رہی تھیں کہ اسی چھ سالہ بچی نے سوال کیا اماں ! آخر اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا ؟ (جبکہ ہمارا گھرانہ اس کے اتنا قریب ہے) ماں کو یہ سوال سن کر پہلے تو خو شگوار حیرت ہوئی کہ ایک معصوم بچی کہ ادراک کا یہ عالم ؟ پھر انہوں جواب دیا کہ بیٹا وہ قیامت کے دن اپنے ان بندوں کو اپنے دیدار سے نوازے گا جو یہاں پر اس کے راستے پر چلیں گے اور بچی یہ جواب سن کر مطمئن ہو گئی اور اس طرح انہوں نے بچپن سے ہی وہ لگن جنابِ فاطمہ (رض) میں جگا دی جو کہ بعد میں ان کی زندگی کا حصہ بن گئی۔

بچپن کے بعد جب انہوں نے ذرا ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ ان کے خاندان کا تمام مکہ دشمن ہے ان کے والد محترم کو لوگ طرح طرح سے تنگ کر رہے ہیں۔ وہ سڑک پر چلتے تو لوگ آوازے کستے، محلے کے بچوں کو ان کے پیچھے لگا دیتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ، جو ان کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ ان کا بڑوں پر تو زور نہ چلتا مگر بچوں کی وہ پٹائی کر دیا کرتے۔ یہ اپنے ننھے منے، ہاتھوں سے کبھی حضور (ص) کے اوپر پھینکی گئی غلاظت صاف کرتیں، تو کبھی زخم دھو تیں اور کبھی کفار کے منصوبوں کو ان سے سن کر اپنے والد کے گوش گزار فرماتیں۔ ایک دن قریش کے کچھ سردار منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ حضور (ص) کو نقصان پہونچا یا جائے ! انہوں نے ان کی باتیں سن لیں اور جا کر حضور (ص) کو بتا دیا۔ اس کا تدارک کر لینے کی بنا پر حضور (ص) ان کی شرارتوں سے محفوظ رہے۔

دوسرا اہم واقعہ جو تاریخ میں مشہور ہے وہ یہ ہے کہ ابو جہل ملعون نے ابی معیط سے کہا کہ تم کہیں سے اونٹ کی اوجھڑی لاکر محمد (ص) کے اوپر ڈال دو جو اس وقت سجدے کی حالت میں تھے۔ یاد رہے حضور (ص)

کے سجدے بڑے طویل ہوا کر تے تھے اور اس وقت انہیں کوئی احساس بھی نہیں ہوتا۔ لہذا وہ گیا اور غلاظت لا کر ان پر ڈال دی، مگر ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ جب حضرت فاطمہ نے دیکھا تو انہوں نے اپنے ننھے ہاتھوں سے ہٹایا اور ان کو برا بھلا کہا۔ پھر والد کے جسم اطہر کو دھو یا۔

کچھ اور بڑی ہوئیں تو اکثر وہ حضرت زید کے ساتھ اپنے والد محترم کے لیئے کھانا لے جا یا کرتیں، جو کئی کئی دن غارِ حرا میں مقیم رہتے اور واپس آکر والدہ کو والد محترم کی خیریت پہنچا تیں اور اس طرح ان کی طمانیت کا باعث بنتیں۔ اس لیئے کہ ایک بیٹی سے زیادہ کون باپ کی حالت جان سکتا ہے۔ (باقی آئندہ